بسمہ تعالیٰ

ایام غدیر میں شیعوں کی ذمہ داریاں

مقرر: آیۃ اللہ وحید خراسانی

قال اللہ تعالیٰ: وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر وھم فی غفلۃٍ وھم لا یؤمنون (مریم ۳۹)

قرآن مجید میں روز قیامت کے ناموں میں سے ایک نام روز حسرت ہے یہ وہ دن ہے کہ جس میں خلد بریں کے درجات کا تعین اعمال صالحہ اخلاق فاضلہ، علم وایمان کی کمیت وکیفیت سے کیا جائے گا ''یرفع الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات'' ولکل درجات مما عملوا ''تم میں سے صاحبان ایمان میں اللہ ان کے درجات کو بلند فرمائے گا اور وہ لوگ کے جن کو علم کے درجات عطا کئے گئے ہر درجہ ان کے عمل کے نتیجہ میں ہوگا۔

بدبخت ترین افراد اس دن سعادت سے محروم رہیں گے۔

اشقیاء محرومی درجات سے حسرت زدہ ہوں گے اور نیکوکار بلند درجات کی حسرت رکھتے ہوں گے۔

شیخ مفیدؒ ایک روایت میں امام حسین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا: کہ ہر وہ شخص جو ہمیں دل سے چاہنے والا اور ہاتھ وزبان سے ہماری مدد کرنے والا ہوگا وہ روز قیامت ہمارے ساتھ ہمارے ہی گھر میں ہوگا اور اس روز کوئی مقام ومنزلت بھی نبی کریم، نبی قائم انکے جانشین بلافصل سے بلند نہ ہوگا تمام انبیاء واولیا قیامت کے روز اس علم کے سایہ میں ہوں گے جس کی صدارت مقام محمود پر اللہ کے رسول کی ہوگی جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے ''عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً'' عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود سے سرفراز فرمائے گا۔ رسول خدا نے ارشاد فرمایا: آدمؑ اور ان کے تمام کم درجہ کے انبیاء میرے علم کے سایہ میں ہوں گے۔ خاندان عصمت سے دل کی گہرائی سے محبت کرنے والے اور زبان وقلم سے ان کی مدد کرنے والے چاند سورج آسمان امامت ونبوت کے ستاروں کی ہمنشینی میں ہوں گے۔

مجھے امید ہے کہ ایام غدیر یعنی ۱۵/ذی الحجہ سے ۲۵/ذی الحجہ تک خاندان عصمت وطہارت کے خدمت گزار افراد کو یہ توفیق نصیب ہوگی کہ وہ ان دس دنوں میں تمام مساجد ومجالس میں ان واقعات کو بیان فرمائیں گے بولنے اور سننے والے امام صادق علیہ السلام کی اس دعا میں شامل ہوں گے ''رحم اللہ من احیی أمرنا'' خدا ہر اس شخص پر رحمت نازل کرے جو ہمارے امر کا احیاء کرتا ہے۔

ان دنوں میں خدا اپنے نبی کریم سے فرماتا ہے: ''فآت ذی القربی حقہ'' اپنے اقرباء کو ان کا حق دیدو۔

رسول خداؐ فدک صدیقۂ طاہرہ کو دیدیتے ہیں اور انہیں ایام میں آیۂ تطہیر اصحاب کساء یعنی خاتم الانبیاء، سید الاوصیاء، و سیدۃ النساء العالمین اور زینت عرش بریں شہزادوں کے لئے نازل ہوئی۔

بالخصوص ایسی طہارت جس میں ہر طرح کی نجاست و پلیدگی کو اہلبیت وعصمت وطہارت سے دور رکھنے کی بات اس آیۂ

کریمہ میں کی گئی ہے''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً'' اے اہلبیت رسول ارادۂ الٰہی یہ ہے کہ آپ کو ہر قسم کے رجس و پلیدگی سے پاک و پاکیزہ رکھے جیسا پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ وہ عقل کہ جو طالب امداد خدا ہے اور ہوا و ہوس سے منزہ ہے اس کے نزدیک ثابت ہے جس کا ارادہ رضائے الٰہی میں ڈھلا ہوا ہے۔ اس جہان فانی اور خلافت آدمؑ کی خلقت کا مقصد بھی یہ ہے اور نورٌ علیٰ نور یہ ہے کہ یہ نفوس قدسیہ پنجتن چادر نور میں جمع ہوئے۔ نزول آیت کے وقت نفوس قدسیہ کا چادر تطہیر میں ہونا اس بات کی علامت ہے کہ مصداق آیت بھی پنجتن ہیں اس روایت کی صحت پر علماء حدیث و تفسیر کا اتفاق ہے۔

انہیں ایام میں خاندان امامت میں چھوٹے بڑے سبھی نے نذر کے روزے رکھے اور پہلی شب کا افطار مسکین کو اور دوسری شب کا یتیم کو اور تیسرے روز کا افطار جب کہ شدت گرسنگی کی وجہ سے نفوس قدسیہ کے جسم مطہر میں لرزہ و ارتعاش کی سی کیفیت تھی ایک اسیر کافر کو دیدیا جب اس نے آل محمدؐ کے سامنے دست سوال دراز کیا تو آل محمد نے ایثار فرمایا اور اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ کوئی کافر بھی آپ کے در اقدس سے خالی ہاتھ پلٹے اور آپ کے ایثار کا طریقہ رحمان خدا کی علامت ہے جو مسلمان اور کافر سب پر اپنی نعمتیں نچھاور کرتا ہے۔

جب رسول اکرمؐ نے حسنین شریفین کے اس لرزہ زدہ کیفیت کو دیکھا اور آپ کی دختر نیک اختر کی آنکھوں سے گریہ دیکھا اور حالت نماز میں اپنے خالق سے راز و نیاز کی باتیں کرتے سنا تو آپ نے دیکھا کہ اسی وقت جبرئیل سورۂ انسان کو لیکر نازل ہوئے۔ علماء عظام و محدثین کرام کا اس بات پر اعتراف ہے کہ:''و یطعمون الطعام علی حبه مسکیناً ویتیماً و اسیراً ،انما نطعمکم لوجه اللہ لا نرید منکم جزاء و لا شکوراً'' خاندان عصمت وطہارت کے لئے نازل ہوئی ہے۔

خدا نے اس سورہ میں جس کا نام سورۂ انسان ہے اس میں غرض خلقت انسان جو کہ حامل امانت الٰہی ہے جس کو بیان کیا ہے۔ اس نیک عمل کے ذریعہ سے یہ بتایا گیا ہے کہ خود کو کیسے رکھنا چاہیئے۔ غرض رضایت خدا کے لئے خلق خدا پر بے حد رحمت و مہربانی سے کام لیں تو اسے یہ عروج ملتا ہے کہ خدا فرماتا ہے:''انما نطعمکم لوجه اللہ'' اس مقام عظیم تک رسائی حاصل ہے کہ خدا نے رسول اسلام سے اس سورہ میں فرمایا:''واذا رأیت ثم رأیت نعیماً و ملکاً کبیراً''۔

اس ماہ کی ۲۴؍ تاریخ کے لئے شیخ طوسی سے نقل ہوا ہے اسی دن آپ امیر المومنین نے حالت رکوع میں انگوٹھی دی تھی۔

فریقین کے نامی گرامی علماء اعلام مفسرین عظام و محدثین کرام نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ''انما ولیکم اللہ و رسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلاۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون'' جس وقت آپ نے یعنی امیر المومنین نے سائل کو انگوٹھی بخشی آپ حالت رکوع میں تھے۔ تفاسیر عامہ میں سے ایک روایت جو جناب ابوذر غفاریؓ سے ہے ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: ایک روز نماز ظہرین رسول خدا کے ساتھ پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل مسجد کے باہر سے مانگنے لگا کسی نے اسے کوئی چیز نہیں دی سائل نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کیا اور کہنے لگا اے پروردگار تو گواہ رہنا تیرے نبی کی مسجد سے سوال کیا اور کسی نے کچھ عطا نہیں کیا حضرت علیؑ نے اسی نماز میں حالت رکوع میں اپنی انگشت سے اشارہ کیا سائل نے آپ کی انگلی سے انگوٹھی کو لے لیا۔ واقعہ رسول خدا کی نگرانی میں ہوا تھا پیغمبر اسلام نے آسمان کی جانب رخ کیا اور فرمایا: جناب موسیٰ

نے تجھ سے سوال کیا اور یہ کہا تھا ''رب الشرح لی صدری و یسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی، وأجعل لی وزیراً من اھلی، ھارون اخی، اشدد بہ ازری، واشرکہ فی امری'' تو تو نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی ''سنشد عضدک باخیک'' ہم تمہارے بازو کو تمہارے بھائی کے ذریعہ قوی کردیں گے۔ بارالہا! میں محمد تیرا نبی اور تیرا منتخب کیا ہوا رسول ہوں ''اشرح لی صدری'' میرے سینہ کو کشادہ کردے ''ویسرلی امری'' میرے امر کو آسان فرمادے ''وأجعل لی وزیرا من اھل علی'' اور میرے اہل سے علی کو میرا وزیر قرار دے ''اشدد بہ ازری'' اس کے ذریعہ سے میری پشت کو مضبوط کردے۔

جناب ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں ابھی نبی کریمؐ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا: اے محمد! پڑھیں ''انما ولیکم اللہ و رسولہ'' تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسول ہے'' والذین آمنوا الذین یقیمون الصلاۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون'' اور تمہارا ولی وہ ہے جو صاحبان ایمان میں وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں۔

خداوند متعال نے اس آیت کریمہ کو جو اللہ اور رسول کے لئے قرار دی ہے اسی کو حضرت علی علیہ السلام کے لئے بھی قرار دی ہے یہ وہ مقام ولایت ہے جو خدا و رسول سے مخصوص ہے اور اسی کو دے سکتا ہے جو خدا عظیم کی نظر میں عظمت والا ہے جیسا کہ اس امر کے امتثال کے وقت ''فسبح باسم ربک العظیم'' اور دوسرا خطاب ''واما السائل فلا تنھر'' اس رب عظیم کا نام لیکر تسبیح کرو اور سائل کو نہ جھڑکو ان دونوں آیتوں پر ایک ہی وقت میں ایک عمل سے دونوں پر عمل کیا حالت رکوع میں تسبیح بھی کی اور سائل کے مطالبہ کو پورا بھی کیا۔ گویا جس وقت حضرت علی علیہ السلام ذکر اللہ میں محو تھے اس حالت میں بھی آپ بندوں کی ضرورت سے غافل نہ تھے اور بندگی کے درجہ پر رہ کر بندگان خدا کو بھی زیر نظر رکھتے ہیں اور یہ آیت ''لا یشغلہ شان عن شان'' کوئی شان اور کیفیت انہیں مشغول نہیں کردیتی ہے بلکہ ان کا وہ مقام ہے کہ جہاں خلق و مخلوق میں رابطہ پیدا کرتے ہیں اور وہی اللہ کے ولی کہلاتے ہیں۔

کتاب خدا اور سنت رسول خدا میں ہے کہ ''الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لیس نبی بعدی'' اے علی! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی موسی کے نزدیک تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبیؐ نہ آئے گا۔ یہ حدیث منزلت آپ کی خلافت بلافصل اور ولایت علی ابن ابی طالب پر دلالت کرتی ہے۔

اس مہینے کی ۲۵ / تاریخ کو روز مباہلہ ہے کہ وہ ایسا دن تھا جب خدا کی محبت خاتم المرسلین پر تمام ہوئی اور خلافت بلافصل امیر المومنین اور عصمت آل عبا کے اثبات کا دن تھا۔

علماء اسلام کا اسی بات پر اجماع ہے کہ مباہلہ کی آیت میں ابنائنا سے مراد حسنینؑ شریفین نسائنا سے مراد تنہا صدیقۂ طاہرہ اور انفسنا سے مراد خود رسول خدا اور علی مرتضیٰ ہیں۔ علامہ زمخشری فرماتے ہیں اصحاب کساء کی فضیلت پر آیۂ مباہلہ سے قوی تر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور یہ ایک واضح برھان ہے خاتم المرسلین کی نبوت پر اس لئے کی کسی نے بھی کوئی ایسی روایت نقل نہیں کی ہے نہ موافقین میں اور نہ مخالفین نے کہ نصاریٰ و نجران نے آپ کی دعوت کو قبول کیا ہو جبکہ رسول خدا نے نصاریٰ و نجران کے علماء کو توحید خدا وندی اور ''لم یلد ولم یولد'' پروردگار کے بارے میں دعوت حق دی اور ان کو اس ایمان سے آشنا کرایا کہ ''ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون'' اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی طرح ہے جسے اس نے اسے تراب سے

بنایا پھر فرمایا ہوجا تو وہ ہوگیا۔اس کے بعد آپ نے مباہلہ کی دعوت دی تا کہ حق کے ذریعہ سے باطل پر لعنت کی جائے اور جھوٹوں کی تصویریں روشن ہوجائیں۔

حضرت رسول خداؐ نے امام حسینؑ کو آغوش میں لیا امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا آپ کے پس پشت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا چلیں اور ان کے پیچھے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام چلے تا کہ بددعا کریں اسقف اعظم نے جیسے ہی اس منظر کو دیکھا کہنے لگا میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ خدا سے کہیں کی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دے تو خدا قبول فرمائے گا اگر ان سے مباہلہ کیا تو قیامت تک ایک عیسائی بھی اس روئے زمین پر نہیں بچے گا۔لہٰذا اس ذلت کو تسلیم کرلیں اور جزیہ پر راضی ہوجائیں اسے قبول کرلیں اور اس طرح مسیحیت کے آئین پر باطل کا خط کھینچ دیں۔

اس آیت مباہلہ سے ایک بات ثابت ہوتی ہے کہ خدا کے نزدیک ان کے علاوہ کوئی ایسا آبرومند نہیں ہے جس کی دعا مباہلہ میں قبول ہوئی۔جس وقت رسول خدا نے فرمایا: جب میں دعا کروں آپ لوگ آمین کہنا شرط اور جزء کے تلازم کا تقاضا یہ ہیکہ دعا بھی اس وقت مستجاب ہوگی جب یہ اہلبیت علیہم السلام آمین کہیں گے۔

کتاب خدا اور سنت رسول سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؑ نفس رسول خدا ہیں باوجود یہ کہ خود پیغمبر بنفس نفیس موجود ہیں امت کے درمیان اور خلافت بلافصل حضرت ہی کا حق ہے اور اس حق سے روگردانی قرآن وسنت سے مخالفت ہے اور حکم عقل بھی ہے کہ مرجوح کو راجح پر ترجیح نہ دی جائے۔

زید ابن ارقم کہتا ہے: جب رسول خدا حجۃ الوداع سے پلٹ رہے تھے آپ نے غدیر خم میں خیمہ لگانے کا حکم دیا اور اس کے بعد فرمایا گویا مجھے دعوت دی گئی ہے اور میں نے اسے قبول کیا ہے میں دو بھاری چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ کر جا رہا ہوں دونوں ایک دوسرے سے بزرگ تر ہیں۔

کتاب الٰہی اور میری عترت میں دیکھوں گا کہ تم لوگ ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔اس کے بعد آپ نے فرمایا: جس طرح خدا عزوجل میرا مولا ہے میں تمام مومنین کا مولا ہوں پھر آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں کو پکڑا اور فرمایا اسی طرح یہ علیؑ بھی تمہارا ولی ہے۔

یہ وہ حدیث ہے جو علماء حدیث وعلماء رجال کے نزدیک مسلم ہے اور ہر وہ مسلمان جو قرآن وسنت کا اعتقاد رکھتا ہے اس قول الٰہی کو قبول کرے ''ما آتاکم الرسول فخذوا'' جو کچھ اللہ کا رسول تمہیں دے رہا ہے لے لو۔خود اس حدیث میں پیغمبر اسلام سے ماترک یعنی جو چھوڑا ہے اس میں امت کے لئے قرآن واہلبیت کو قرار دیا ہے اور ولایت کے ملاک کو قرآن سے بتایا گیا کہ یہ امت سے جدا نہیں ہوں گے اور یہ بھی ثابت فرمایا کہ قرآن میں ہر چیز کا علم موجود ہے ''ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئ'' ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے اور یہ کتاب علی علیہ السلام سے جدا نہیں ہوگی اور حضرت علیؑ بھی اس سے جدا نہیں ہوں گے کہ جس میں ''لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ'' باطل نہ سامنے سے آسکتا ہے اور نہ دائیں بائیں سے اور یہ کتاب جدا نہیں ہوسکتی۔

جیسا کہ ایک صحیح حدیث بین الفریقین موجود ہے جس میں پیغمبر اسلام نے فرمایا: ''علی مع القرآن والقرآن مع علی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ''علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔ اور جو اس طرح کا علم رکھتا ہو اسکو چاہیئے کہ اس کا علم تفسیر قرآن اور اس کا علم اجراء احکام اسلام کہلایا جائے۔ اور تا کہ غرض نزول قرآن یہ ہے کہ بشریت کو فکری اور اخلاق تاریکی سے نکالا جائے اور انسانیت کو سعادت ابدی کے نور میں پہونچایا جا سکے۔ ''کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور''ایسی کتاب ہم نے آپ پر نازل کی تا کہ لوگوں کو ظلمتوں سے نور کی جانب نکال کر لے جا سکیں۔ ہر وہ مسلم جو اپنے آپ کو قرآن و سنت کا پیرو کار سمجھتا ہے ان واضح آیات کے سلسلہ میں اسکی ذمہ داری کیا ہے!

آخر کلام: ہم اس حدیث کو نقل کرتے ہیں جسے محدثین شیعہ اور سنی سبھی نے نقل کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہیکہ ایک گروہ ابن عباس کے پاس آیا تا کہ حضرت علی علیہ السلام کو برا بھلا کہے! ابن عباس نے کہا تم اسے برا کہنے آتے ہو جس کہ یہ دس فضیلتیں ہیں جو کسی ایک میں بھی نہیں ہیں۔

۱:۔ جنگ خیبر میں کہ جب سب جا رہے تھے اور عاجز و ناکام پلٹ کر آ رہے تھے اس وقت نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا: اب کسی ایسے کو بھیجوں گا جس کو خدا ہرگز رسوا نہیں کرے گا وہ خدا و رسول کا محبوب ہوگا اور خدا و رسول اسکے محبوب ہوں گے تمام اصحاب اس انتظار میں تھے کہ ایسا شخص کون ہوگا حضرت نے فرمایا: علیؑ کہاں ہیں؟ اس وقت حضرت علی علیہ السلام آشوب چشم میں مبتلا تھے کہ دست پیغمبر سے شفایاب ہوئے اور سرکار رسالت مآب نے آپ کے ہاتھوں میں علم دیا اور تین مرتبہ اس علم کو حرکت دی (گویا لوگوں کو دیکھایا) اور حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں میں دیا اور پھر آپ کے دست اقدس پر خیبر فتح ہوا۔

۲:۔ رسول خدا نے ابوبکر کے ذریعہ سورۂ توبہ کو لیکر مشرکین کی جانب بھیجا اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کو بھیجا اور ان سے سورہ کو لیا اور فرمایا کہ نبی نے کہا کہ یہ سورہ یا نبی لیکر جائیں یا وہ جائے جو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

۳:۔ رسول خداؐ نے فرمایا کون ہے تم میں جو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہوگا کسی نے قبول نہیں کیا تو حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے ساتھ ہوگے۔

۴:۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ہی وہ ذات بابرکت ہے جو مرد صحابہ میں سب سے پہلے ایمان لائے۔

۵:۔ رسول خدا نے اپنا پیراہن (اپنی چادر) میں صرف چار لوگوں کو لیا علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فرمایا: ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیراً'' اے اہلبیت رسول ارادۂ الٰہی یہ ہے کہ آپ کو ہر قسم کے رجس و پلیدگی سے پاک و پاکیزہ رکھے جیسا پاکیزہ رکھنے کا حق۔

۶:۔ حضرت علیؑ ہی وہ ہیں جنہوں نے لباس رسول زیب تن کیا اور بستر رسول اکرم پر استراحت کیا اور مشرکین حسرت سے یہ گمان کرتے رہے کہ نبی سو رہے ہیں۔ ''ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ'' اور لوگوں میں وہ ہیں جو اپنے نفس کو مرضئ پروردگار کیلئے بیچ دیتے ہیں۔

۷:۔غزوہ تبوک میں حضرت رسول خداؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنی جگہ مدینہ میں چھوڑ دیا حضرت علی نے فراق رسولؐ میں گریہ فرمایا تو نبی کریمؐ نے فرمایا: تیری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی منزلت موسیٰ کے نزدیک تھی۔مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ مناسب نہیں ہے کہ میں چلا جاؤں اور تم کو اپنا خلیفہ نہ بناؤں۔

۸:۔رسول خداؐ نے فرمایا تم میرے بعد ہر مومن مومنہ کے مولا ہو۔

۹:۔پیغمبر اسلام نے مسجد نبوی میں کھلنے والے سبھی گھروں کے دروازے بند کروادیئے سوائے خانۂ علی علیہ السلام کے۔

۱۰:۔رسول خداؐ نے فرمایا:''من کنت مولاہ فھذا علی مولا'' جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے علی مولا ہیں۔

یہ واضح آیات ونشانیاں جو کہ ہر ایک تاج افتخار سرور دو جہان حضرت علی علیہ السلام ہے کہ جو آپ کی پیشانی میں مثل خورشید درخشاں تابندہ ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اس خورشید کی شعاؤں کے دائرے میں نہ ہو۔لہٰذا اہل دانش پر خدا کی جانب سے حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ بلافصل ہونے کی حجت تمام ہے اور حکم عقل وخرد کی بنیاد پر مفضول کو فاضل پر مرجوح کو راجح پر مقدم کرنا باطل ہے اور حکیم علی الاطلاق خدا کے لئے یہ امر محال ہے جس کی بنیاد ''**ان اللہ یامر بالعدل**'' اور جس کی رسالت کی اساس ''ویعلمھم الکتاب والحکمۃ'' پر ہے وہ خدا ان سب سے منزہ ہے۔

''قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون'' قل ھل یستوی الاعمی والبصیر ام ھم یستوی الظلمات والنور'' کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں کیا بینا نابینا برابر ہو سکتے ہیں، کیا نور اور ظلمت یکساں ہو سکتے ہیں؟

اس وقت ہمارا روئے سخن ہر اس مسلمان کی جانب ہے جو خدا اور رسول اور کتاب وسنت رسول پر ایمان رکھتا ہے کہ اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ جو خود کو حضرت کا شیعہ کہتا ہے۔ایام غدیر کی بہ نسبت اور اس کے حق کی بہ نسبت جو اول المظلوم ہے کیا ہے۔

امیدوار ہوں کہ ایام غدیر میں اسلامی معاشرے کو حضرت علی علیہ السلام کی فضیلتوں سے مزین کریں اور ہر وہ شخص جو ان کی محبت کا دم بھرتا ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ زبان وقلم، مال ومقام سے ان کے غصب شدہ حق کو ثابت کرے۔اور جتنی بھی قوت رکھتا ہے اسے بروئے کار لائے اور اپنی ذمہ داری کو انجام دے۔

''ولم ار مثل ذاک الیوم، ولم ار مثلہ حقا اضیعا'' غدیر کے دن کے جیسا کوئی دن نہیں دیکھا گیا۔اور اس دن کے حق کے جیسا کسی حق کو ضائع ہوتا نہ دیکھا گیا۔

اقتباس از بیان

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج آقای وحید خراسانی مدظلہ العالی